پرچہ II: (انشائیہ طرز) کل نمبر: 60	دہم 2019ء (پہلا گروپ)	اُردو (لازمی) وقت: 2 گھنٹے 10 منٹ

(حصہ اوّل)

2- درج ذیل نظم و غزل کے اشعار کی مختصر تشریح کیجیے (تین اشعار حصہ نظم سے اور دو اشعار حصہ غزل سے): (10)

(حصہ نظم)

(i) نظامِ آسمانی ہے اُسی کی حکمرانی سے
بہارِ جاودانی ہے اُسی کی باغبانی سے

(ii) دوڑتی ہے رات کو جس کی نظر افلاک پر
دن کو جس کی انگلیاں رہتی ہیں نبضِ خاک پر

(iii) سب محنت کش گلے ملے اور اُبھرا اک پیغام
اس پیغام کو سمجھو یہ ہے قدرت کا انعام

(iv) ڈگمگا جاتے ہیں ریڑھے لڑکھڑا جاتی ہے جیپ
واپس آ جائے سلامت سائیکل کی کیا مجال

(حصہ غزل)

(v) مل کے بھی جو کبھی نہیں ملتا
ٹوٹ کر دل، اُسی سے ملتا ہے

(vi) ایک مدّت سے تیری یاد بھی آئی نہ ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے، ایسا بھی نہیں

(vii) ترے رُتبہ دانِ محبت کی حالت
ترے شوق میں کیا سے کیا ہو گئی ہے

(حصہ نظم)

جواب : (i) تشریح:

اس شعر میں شاعر نے قادرِ مطلق، خالق دو جہاں اور مالک کون و مکاں کی حاکمیت جاوداں کو بیان

کیا ہے۔ نظامِ آسمانی کی حکمرانی ہو یا بہارِ جاودانی کی باغبانی' سب اُسی ربِ دو جہاں کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ سورج کا نکلنا اور غروب ہونا' چاند کا گھٹنا اور بڑھنا' دن رات کا آنا جانا' ستاروں کا جگمگانا' ہواؤں کا سرسرانا' اُسی قدیر و حکیم کی حکمت و قدرت ہے۔ زمین کی بہار' پھولوں کا نکھار' خوشبو کا قرار' انسان کا وقار' سب کچھ اُسی مالکِ دو جہاں کے قبضۂ اختیار میں ہیں۔

(ii) تشریح:

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (دوسرا گروپ)' سوال نمبر 2(iii)۔

(iii) تشریح:

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 2(iii)۔

(iv) تشریح:

شاعر کہتا ہے تمام گاڑیاں مثلاً جیپیں' ریڑھے اور سائیکلیں تک اپنا توازن برقرار نہیں رکھ سکتیں' لڑکھڑا جاتی ہیں' سڑک اونچی نیچی ہونے کے باعث حادثات ہوتے رہتے ہیں' چھوٹی سواریاں جیسے سائیکل تو کبھی صحیح سلامت واپس آ ہی نہیں سکتی۔ اس کے تمام پُرزے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(حصہ غزل)

(v) تشریح:

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2018ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 2(vi)۔

(vi) تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ اے میرے محبوب ایک عرصہ گزر گیا ہے کہ مجھے تیری یاد نہیں آئی' تیرا خیال نہیں آیا' تیری سوچ نے میرے ذہن میں گھر نہیں کیا' تیری تڑپ نے میرے دل کو بے قرار نہیں کیا؛ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم تمھیں بھول گئے ہیں۔ اگرچہ تمہاری یاد میں بے قرار نہیں' مگر اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ میں تمھیں بُھلا چکا ہوں۔

(vii) تشریح:

شاعر کہتا ہے اے میرے پروردگار! تیری محبت کا بلند مقام اور مرتبہ جاننے والوں کی کیفیت تیرے عشق میں تجھ سے ملنے کے شوق میں کیسی ہو گئی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی قدر و قیمت کو جان لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ وہ مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے' کیونکہ وہ میرا خالق و مالک ہے۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق بھی رکھتا ہوں۔ اسی کی محبت کی تلاش میں میری حالت ایسی ہو گئی ہے۔

(حصہ دوم)

سوال :3- درج ذیل نثر پاروں کی تشریح کیجیے۔ سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور خط کشیدہ الفاظ کے معانی بھی لکھیے: (5,5)

(الف) مرزا صاحب دلی کے شرفا کے ایک متمول خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ تراہا بیرم خان سے آگے بڑھ کر ایک راستہ سیدھے ہاتھ کو مڑ جاتا ہے، اسی کے نکڑ پر مرزا صاحب کا آبائی مکان تھا۔ اسی علاقے میں سرسید احمد خان کا قدیم مکان بھی تھا۔ سرسید سے بھی مرزا صاحب کی عزیز داری تھی، اور منشی ذکاء اللہ سے بھی ان کی قرابت داری ہو گئی تھی۔

جواب: سبق کا عنوان: مرزا محمد سعید مصنف کا نام: شاہد احمد دہلوی

مشکل الفاظ کے معانی:

متمول: مال دار، دولت مند چشم و چراغ: بیٹا، اولاد

آبائی: خاندانی، باپ دادا کا قرابت داری: رشتہ داری

تشریح:

مرزا صاحب کا تعلق دلی کے دولت مند اور معزز گھرانے سے تھا۔ دلی کی مشہور تکون بیرم خان سے آگے بڑھ کر ایک راستہ دائیں طرف مڑ جاتا ہے۔ اس موڑ پر مرزا صاحب کا وراثتی مکان تھا۔ اسی علاقے میں سرسید احمد خان کا پرانا مکان بھی واقع تھا۔ سرسید احمد خان مرزا محمد سعید کے رشتہ دار تھے۔ منشی ذکاء اللہ، جو عربی و فارسی کے جید عالم تھے، سے بھی مرزا صاحب کی رشتہ داری ہو گئی تھی۔ منشی ذکاء اللہ، سرسید احمد خان کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔

(ب) ذرا سا یہ اعلان ہوتے ہی منبر سے دروازے تک چار فیٹ کا راستہ بن گیا۔ نمازی دو رویہ کھڑے ہو گئے۔ ایک انسان اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ہم سب مندوبین نہایت اطمینان سے باہر آ گئے۔ یہ تنظیم کی بات ہے۔ ترک اب دنیا کی ایک نہایت شائستہ اور منظم قوم بن چکے ہیں۔ ان کا یہ ڈسپلن ان کو دنیا کی بڑی قوم بنا رہا ہے۔

جواب: سبق کا عنوان: استنبول مصنف کا نام: حکیم محمد سعید

مشکل الفاظ کے معانی:

دو رویہ: دو طرف کا مندوبین: سیاح

اطمینان: سکون تنظیم: منظم ہونا

تشریح:

اس سبق میں حکیم محمد سعید، استنبول کی سیر کا حال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمام سیاح نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد باہر نکلنے کے لیے تیار ہوئے۔ نمازِ جمعہ ہم نے پہلی صف میں ادا کی، جس کے لیے خصوصی طور پر انتظام کیا گیا تھا۔ نماز کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ تمام سیاح/شرکا کے لیے راستہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ اعلان ہوتے ہی مسجد میں موجود تمام لوگ راستہ بنا کر اس کے دونوں اطراف کھڑے ہو گئے۔ درمیان میں چار فٹ کا راستہ بن گیا۔ یہ راستہ امام کی کرسی سے لے کر بڑے دروازے تک تھا۔ جس کے دونوں طرف نمازی کھڑے تھے۔ ایک بھی نمازی اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ تمام شرکا بڑے سکون سے مسجد سے باہر آ گئے۔ یہ بات نظم و ضبط کی اعلیٰ مثال تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ ترکی کے رہنے والے اب ایک منظم، عمدہ اور نظم و ضبط والی قوم بن چکے ہیں۔ ان کا یہ نظم و ضبط ان کو دنیا کی بڑی اقوام میں ایک منظم قوم کی حیثیت دلا رہا ہے۔

سوال:4- درجِ ذیل میں سے کوئی سے پانچ سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (10)

(i) سلطان ٹیپو اپنی جدوجہد میں کیوں کامیاب نہ ہو سکا؟

جواب: سلطان ٹیپو نے نہ صرف ہندوؤں اور انگریزوں کا مقابلہ کیا، بلکہ افغانستان، ترکی اور پھر فرانس کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی، لیکن ملک کے دوسرے سرداروں نے ساتھ نہیں دیا اور انھیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

(ii) سیّدانی بی کی شخصیت پر تین جملے تحریر کیجیے۔

جواب: سیّدانی بی نہایت شریف گھرانے کی بیٹی تھیں۔ برس دن کی بیاہی بیوہ ہو گئیں۔ گزر بسر کے لیے مغلانی کا پیشہ اختیار کیا۔ قلعے کی اچھی اچھی مغلانیاں ان کے سامنے کان پکڑتی تھیں۔ دل کی حاتم اور طبیعت کی نرم تھیں۔ ساری عمر محنت کر کے کھایا۔ صبح نماز پڑھ کر بچوں کو قرآن شریف پڑھاتیں۔ نصیحتیں کیا کرتیں۔ عشا کی نماز سے فارغ ہو کر بڑے مزے کی کہانیاں سناتیں۔ کہانیاں ایسی اچھی ہوتیں کہ بڑے بھی آ جاتے۔

(iii) "لوک کہانی" کی مختصر تعریف کیجیے۔

جواب: لوک کہانیاں یا لوک داستانیں کسی معاشرے، تہذیب اور زبان کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ ان کہانیوں کے مصنف کا کسی کو اتا پتا نہیں ہوتا۔ یہ کہانیاں سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے ذریعے محبت، ایثار، خلوص، مروت، اتحاد، دوستی اور بہادری جیسی صفات معاشرے میں پروان چڑھتی ہیں اور نسلوں کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

(iv) مسجد سلیمانیہ کس نے تعمیر کرائی؟

جواب: مسجد سلیمانیہ سلطان سلیمان نے تعمیر کرائی۔

(v) ''پون ٹوٹی'' (چنگی) کس چیز پر معاف تھی؟

جواب: ''پون ٹوٹی'' (چنگی) اناج اور اُپلے پر معاف تھی۔

(vi) انسان کو انسان کا عرفان ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: انسان کو انسان کا عرفان ہونے سے مراد ایک انسان کو دوسرے انسان کی پہچان ہونا ہے' اور یہ پہچان حضور ﷺ کی تعلیمات کی بدولت ممکن ہوئی ہے۔

(vii) دل کے کنول اور چراغوں میں کیا بنیادی فرق ہے؟

جواب: دل کے کنول اور چراغوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ چراغوں کا کام جلنا ہے اور وہ جلتے رہتے ہیں۔ خوشی کا موقع ہو یا غم کا' وہ لوگوں کے گھروں کو منور کرتے رہتے ہیں' لیکن ان کے مقابلے پر ہمارے دل کے کنول یعنی چراغ نہ جلتے ہیں اور نہ ہی بجھتے ہیں' بلکہ سلگتے رہتے ہیں۔

(viii) جھیل گئے دکھ جھیلنے والے' اب ہے کام ہمارا' اس مصرے کا مفہوم بیان کیجیے۔

جواب: اس مصرے کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارے مستقبل کے لیے ہمارے بزرگوں نے بے شمار تکلیفیں برداشت کیں۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ان کی قربانیوں کو ضائع نہ کریں۔ اس کی حفاظت کریں اور اس کی ترقی کے لیے دن رات ایک کردیں۔

سوال 5:- کسی ایک سبق کا خلاصہ لکھیے: (5)

(i) مُلمّع (ii) علی بخش

جواب:

(i) مُلمّع

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2018ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 5(i)۔

(ii) علی بخش

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (پہلا گروپ)' سوال نمبر 5(ii)۔

سوال 6:- کسی ایک عنوان پر مضمون لکھیے: (15)

(i) تعلیمِ نسواں (ii) شہیدِ ملت لیاقت علی خان (iii) یومِ آزادی

:

(i) تعلیمِ نسواں

جواب : **عورت کی ذات:**

اگر عورت کی ذات کا پس منظر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں اور گاڑی کے اس سفر کے لیے دونوں پہیوں میں یکسانیت ہونا لازمی ہوتی ہے کیونکہ اگر ایک کو بھی غیر یکسانیت دی جاتی ہے تو گاڑی رواں دواں نہیں رہ سکتی۔

تعلیم کی اہمیت:

اگر علم مرد کی عقل کو روشن کرتا ہے تو عورت کی عقل کو بھی علم سے جلا ملتی ہے۔ اس لحاظ سے عورتوں کی تعلیم بھی نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ایک مرد کو تعلیم دینا صرف اس کو تعلیم دینا ہے جبکہ ایک عورت کو تعلیم دینے کا مقصد پورے خاندان کو تعلیم دینا ہے۔ اسی طرح نپولین نے کہا تھا:

''آپ مجھے اچھی مائیں دے دو۔ میں تمھیں اچھی قوم دوں گا۔''

فرمانِ نبوی ﷺ:

رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

اسلام میں علم کا درجہ:

جنگ بدر کے وہ قیدی جو فدیہ دینے کی استطاعت نہ رکھتے تھے ان کے لیے دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھانا فدیہ ٹھہرایا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں علم کا درجہ کتنا بلند ہے۔ آپ ﷺ نے خواتین کی تعلیم کے بارے میں فرمایا: ''جس شخص نے ایک یا ایک سے زیادہ بیٹیوں کو تعلیم دی اور اچھے طریقے سے ان کی پرورش کی، جہنم کی آگ اس شخص سے دور رہے گی۔''

تعلیمِ نسواں کی اہمیت:

اگر کوئی مرد علم کے ذریعے ترقی اور شہرت پا سکتا ہے تو عورت بھی ان بلند درجات تک جا سکتی ہے۔ اب وہ زمانۂ جاہلیت نہیں ہے کہ عورت کو تعلیم حاصل کرنے سے روکا جائے۔ اب تو عورتوں کے لیے الگ تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تاکہ وہ پڑھ لکھ کر ترقی کریں اور ملک کا نام روشن کریں۔

جاہل اور پڑھی لکھی عورت میں فرق:

ایک جاہل عورت بھی ماں کہلاتی ہے اور تعلیم یافتہ عورت بھی ماں کہلاتی ہے، مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک جاہل عورت گھر کو سنوار کر نہیں رکھتی، فضول خرچیاں کرتی ہے، جس سے وہ امیر بھی ہو تو غریب ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس ایک تعلیم یافتہ عورت اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے، اپنے

جواب : (i) تعلیمِ نسواں

جواب : **عورت کی ذات:**

اگر عورت کی ذات کا پس منظر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں، اور گاڑی کے اس سفر کے لیے دونوں پہیوں میں یکسانیت ہونا لازمی ہوتی ہے، کیونکہ اگر ایک کو بھی غیر یکسانیت دی جاتی ہے تو گاڑی رواں دواں نہیں رہ سکتی۔

تعلیم کی اہمیت:

اگر علم مرد کی عقل کو روشن کرتا ہے تو عورت کی عقل کو بھی علم سے جلا ملتی ہے۔ اس لحاظ سے عورتوں کی تعلیم بھی نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ایک مرد کو تعلیم دینا صرف اس کو تعلیم دینا ہے جبکہ ایک عورت کو تعلیم دینے کا مقصد پورے خاندان کو تعلیم دینا ہے۔ اسی طرح نپولین نے کہا تھا:

''آپ مجھے اچھی مائیں دے دو۔ میں تمھیں اچھی قوم دوں گا۔''

فرمانِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ **:**

رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ: ''علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے''۔

اسلام میں علم کا درجہ:

جنگِ بدر کے وہ قیدی جو فدیہ دینے کی استطاعت نہ رکھتے تھے، ان کے لیے دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھانا فدیہ ٹھہرایا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں علم کا درجہ کتنا بلند ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے خواتین کی تعلیم کے بارے میں فرمایا: ''جس شخص نے ایک یا ایک سے زیادہ بیٹیوں کو تعلیم دی اور اچھے طریقے سے ان کی پرورش کی، جہنم کی آگ اس شخص سے دور رہے گی۔''

تعلیمِ نسواں کی اہمیت:

اگر کوئی مرد علم کے ذریعے ترقی اور شہرت پا سکتا ہے تو عورت بھی ان بلند درجات تک جا سکتی ہے۔ اب وہ زمانہ جاہلیت نہیں ہے کہ عورت کو تعلیم حاصل کرنے سے روکا جائے۔ اب تو عورتوں کے لیے الگ تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ تاکہ وہ پڑھ لکھ کر ترقی کریں اور ملک کا نام روشن کریں۔

جاہل اور پڑھی لکھی عورت میں فرق:

ایک جاہل عورت بھی ماں کہلاتی ہے اور تعلیم یافتہ عورت بھی ماں کہلاتی ہے، مگر دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ایک جاہل عورت گھر کو سنوار کر نہیں رکھتی، فضول خرچیاں کرتی ہے، جس سے وہ امیر بھی ہو تو غریب ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس ایک تعلیم یافتہ عورت اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھتی ہے، اپنے

خاوند اور بچوں کی زندگی سنوارتی ہے، جس کا اثر بچوں کی معاشرتی اور روحانی زندگی پر ہوتا ہے۔ اور وہ بڑے ہو کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ تعلیم سے عورت غریب بھی ہو تو امیر بن جاتی ہے۔ وہ فضول خرچیوں کی بجائے کفایت شعاری کو اپنا شعار بناتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کو خود تعلیم دیتی ہے اور محلے کے بچوں کو پڑھاتی ہے۔ اس طرح وہ عزت بھی پاتی ہے اور اس کے معاشی حالات بھی قدرے بہتر ہو جاتے ہیں۔

تعلیم نسواں کے فوائد:

اب تو خواتین اعلیٰ تعلیم کے ذریعے اعلیٰ مراتب پر بھی فائز ہونے لگی ہیں۔ ان کو اپنے جواہر دکھانے کے بھرپور مواقع مل رہے ہیں۔ ان میں خودداری اور اعتماد کا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ تعلیم یافتہ مائیں اپنے بچوں کو پاکیزہ ماحول دیتی ہیں۔ انھیں علم ہوتا ہے کہ آج تکلیف اٹھا کر بچوں کی تربیت کر دی گئی تو کل یہ ننھے منے پودے شجر بنیں گے اور ان درختوں کے سائے اور ثمر سے پورا معاشرہ اور پورا ملک مستفید ہوگا۔ ماں کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہوتی ہے، کیونکہ ماں ہی سے بچہ اپنے زندگی کے طور طریقے سیکھتا ہے۔

زمانہ جاہلیت کی روایات:

بعض روایات کے مطابق بعض دولت مند لوگ خود جاہل ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کو بھی جاہل رکھتے تھے۔ زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کی بجائے قیمتی لباس اور زیور سے آراستہ کرتے تھے۔ جس سے ان میں ہوس اور بے راہ روی جیسی خامیاں پیدا ہو جاتی تھیں۔ وہ خاتونِ خانہ تو بن نہیں پاتیں، لیکن سبھا کی پریاں بن جاتی تھیں اور ملک وملت کی رسوائی کا باعث بنتی تھیں۔

تعلیم بطور رہنما اور رہبر:

اس کے برعکس تعلیم یافتہ خواتین اپنے وقار کے ساتھ ساتھ ملک وملت کی شان بھی بڑھاتی ہیں اور اپنی اولاد کو بھی اس قابل بناتی ہیں۔ ان کو برائی اور بھلائی میں تمیز سکھاتی ہیں، جس سے ان کو فرائض کی ادائیگی میں مدد ملتی ہے۔ اسلام اور معاشرتی تعلیمات کے مطابق عورتوں کی تعلیم بے حد ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے بغیر مہذب اور ترقی یافتہ قوم کا تصور بھی محال ہے۔

ڈاکٹری کی تعلیم:

عورت کو اللہ نے صنفِ نازک بنایا ہے۔ اسے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کا روپ دے کر باپ، بیٹے بھائی اور خاوند کے لیے محبت، خلوص اور دکھ کا سہارا بنا دیا ہے۔ ہمدردی، شفقت اور نرمی عورت کی فطرت کا حصہ ہے، اس لیے اگر عورت ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرے تو مسیحائی میں مرد اس کا ہم سر نہیں ہو سکتا۔ اسلام پردے پر زور دیتا ہے، اس لیے خواتین ہی خواتین کا علاج معالجہ کر سکتی ہیں۔

تعلیم نسواں پر اعتراضات:

بعض کم فہم لوگ عورتوں کو تعلیم دلوانے کے خلاف ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ تعلیم نے عورت کا کردار کھو دیا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ عورتیں گھر کے کام کرتی ہیں۔ اس لیے انھیں تعلیم دلانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، مگر یہ اعتراضات حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوان بڑے ہی غلط اور نازیبا کردار کے حامل ہیں۔

(ii) شہیدِ ملت لیاقت علی خان

قائدِ اعظمؒ کے دستِ راست:

قائدِ ملت خان لیاقت علی خان تعمیرِ پاکستان کے حوالے سے ملک کے صفِ اوّل کے اکابرین میں سے تھے۔ آپ قائدِ اعظمؒ کے دستِ راست اور آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے۔ آپ بابائے قومؒ کے معتمدِ خاص تھے۔

پیدائش و تعلیم:

آپ کرنال کے نواب خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ 1895ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم یو۔ پی میں ہی حاصل کی، بی۔ اے علی گڑھ یونیورسٹی سے کیا اور بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلینڈ جا کر آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخل ہو گئے۔ 1921ء میں آپ نے قانون کی ڈگری حاصل کی۔

مسلم لیگ کی نمائندگی:

فارغ التحصیل ہو کر آپ نے ہندستان واپس آ کر سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا اور 1926ء میں یو۔ پی میں لیجسلیٹیو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ عرصہ چھے سال تک ڈپٹی پریذیڈنٹ بھی رہے۔ 1940ء میں مرکزی کونسل کے ممبر منتخب ہو کر مسلم لیگ کی نمائندگی بطور پارٹی لیڈر کی۔

قائدِ اعظمؒ کے سیکرٹری:

آپ فطرتاً خاموش طبع اور محنتی انسان تھے۔ آپ کے دل میں قوم کا گہرا درد تھا۔ ظاہرداری، تصنع اور منافقت سے آپ کو نفرت تھی۔ اسی لیے قائدِ اعظمؒ کی مردم شناس نگاہوں نے آپ کو بھانپ لیا اور آپ کی قابلیت اور فرض شناسی کی قدر کرتے ہوئے آپ کو اپنا سیکرٹری منتخب کر لیا۔ 1937ء سے

1947ء تک آپ نے قائدِاعظمؒ کے سیکرٹری کے طور پر اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی اور تندہی سے سرانجام دیے۔

پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم:

1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا تو آپ پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم مقرر ہوئے۔ یوں ایک نہایت اہم ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آن پڑی۔ آپ نے اپنی مسلمہ قابلیت، تدبر اور سیاسی سوجھ بوجھ کا پورا پورا ثبوت دیا۔ ایسے ایسے مسائل، جو حل نہیں ہو رہے تھے، آپ کے حسنِ تدبر سے حل ہو گئے۔ عالمی برادری میں بھی آپ نے پاکستان کا نام بلند کیا۔

آپ کی عظیم خدمات کے اعتراف کے طور پر قوم نے آپ کو قائدِ ملت کا خطاب دیا۔ آپ میں یقینی طور پر جرأت، مستقل مزاجی اور بہترین انتظامی قابلیت موجود تھی، جس سے شب و روز کام لے کر آپ نے آخری دم تک ملک و ملت کی بے غرض خدمت انجام دی۔

قراردادِ مقاصد کی تشکیل:

آپ نے ملک کے داخلی اُمور کو بھی نہایت بلند حوصلگی، جرأت، تحمل، رواداری اور حسنِ تدبیر سے حل کیا۔ دستورِ پاکستان کے سلسلے میں آپ نے "قراردادِ مقاصد" کی تشکیل کی، جس کی رُو سے پاکستان کا آئندہ دستور اسلام اور جمہوریت کی روشنی میں مرتب ہونے کی توقعات پیدا ہو گئیں۔

امریکہ میں وزرائے اعظم کانفرنس میں شمولیت:

آپ کے سکے کی قیمت میں کمی نہ کرنے کے فیصلے کو بہت سراہا گیا اور پاکستان کی اقتصادیات پر اس فیصلے کا بہت اچھا اثر پڑا۔ آپ نے امریکا کا دورہ کیا اور وزرائے اعظم کی کانفرنس میں شامل ہو کر پاکستان کی حقیقت کو تسلیم کروایا۔ جب بھارت نے پاکستانی سرحدوں پر فوج جمع کی تو آپ نے بھارت کو مکا دکھا کر اپنی قوم کو متحد ہونے کی تلقین کی اور بھارت کو کہا کہ ہم کمزور نہیں ہیں، تمھارا مقابلہ پوری قوت اور جواں مردی سے کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کی ہی قابلیت اور حسنِ نظر کا نتیجہ تھا کہ لیاقت نہرو معاہدہ طے پا گیا، جس نے دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔

وفات:

16 اکتوبر 1951ء کو آپ راولپنڈی کے لیاقت باغ میں ایک اہم تقریر کرنے والے تھے۔ آپ نے کھڑے ہو کر ابھی صرف اتنا ہی کہا تھا۔ "میرے پیارے پاکستانی بھائیو" کہ سید اکبر نامی ایک شقی القلب شخص نے پستول سے آپ پر فائرنگ کی۔ کئی گولیاں آپ کے سینے میں لگیں، جس کے نتیجے میں

آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے قوم کو داغِ مفارقت دے گئے۔ ملک و ملت کو ایسے مخلص اور قابل سیاستدان بہت مشکل سے ملا کرتے ہیں۔ قوم آپ کو "شہیدِ ملت" کہہ کر یاد کرتی ہے۔ آپ کو پاکستان سے اس قدر شدید محبت تھی کہ بوقتِ شہادت بھی آپ کی زبان سے جو جملہ نکلا وہ یہ تھا: "اللہ پاکستان کی حفاظت کرے"۔

(iii) یومِ آزادی

جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2018ء (دوسرا گروپ) سوال نمبر 6(i)۔

سوال :7- درجِ ذیل عبارت کو غور سے پڑھیے اور آخر میں دیے گئے سوالات کے جوابات تحریر کیجیے: (10)

سکون کے وقت سمندر کا دیدار آنکھوں کو فرحت بخشنے والی چیز ہے۔ تختۂ جہاز پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو لہروں کا ایک لاتعداد سلسلہ نظر آتا ہے جو ہوا کے نرم نرم جھونکوں کے اثر سے سمندر پر قریب قریب ہر وقت آتے رہنے سے ایک دوسرے کے پیچھے حلقے بناتا چلا جاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لہریں ایک دوسری کے پیچھے دوڑ رہی ہیں۔ صبح کے وقت جب آفتاب نکلتا ہے اور اُچھلتی ہوئی لہروں کی سفید جھاگ پر اس کی کرنیں پڑتی ہیں تو قوسِ قزح کے سارے رنگ دفعتہً شفاف پانی کے تختوں پر چمک جاتے ہیں اور دُور اُفق کے قریب تو سنہری روپہلی فرش بچھا ہوا نظر آتا ہے۔ گویا شاہِ خاور کے خیر مقدم کے لیے سامان ہو رہا ہے۔

سوالات:

(i) سکون کے وقت سمندر کا نظارہ کیسا ہوتا ہے؟

(ii) تختۂ جہاز سے سمندر کیسا نظر آتا ہے؟

(iii) صبح کے وقت سمندر کا منظر کیسا ہوتا ہے؟

(iv) دُور اُفق کے قریب کیا نظر آتا ہے؟

(v) اس عبارت کا موزوں عنوان لکھیے۔

جواب : جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2018ء (دوسرا گروپ) سوال نمبر 7۔